

غفران مآب ایک فلسفی کی نظر میں

مولانا شیخ محمد مصطفیٰ صاحب طاب ثراہ، پٹنہ بہار

علی الصادق بہاو علی آلہ کی ترویج میں مشغول ہوئے۔ میرے پاس نہ تو 'آئینہ حق نما' ہے اور نہ خاندان اجتہاد کے محترم و باخبر افراد سے شرف حضوری حاصل، کہ آنجناب کے بالتواتر حالات معلوم کر سکوں، کہ غفران مآب کتنے سال عراق و خراسان میں رہے، اور کب ہندوستان کی طرف مراجعت فرمائی۔ رہے فضائل و کمالات، تو وہ آفتاب نصف النہار سے بھی زیادہ روشن ہیں۔ اور اس کے محتاج نہیں کہ قلم فرسائی سے عالم آشکارا کئے جائیں، تاہم میں اس مقام پر اسبق الحكماء والفقہاء جناب سید مرتضیٰ الفلسفی النونہروی طاب ثراہ صاحب معراج العقول شرح دعاء المشلول کی نقل کر کے یہ ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ جناب غفران مآب کی شاکس کس قلم سے نکلی ہے۔ جناب فلسفی طاب ثراہ جن لفظوں سے جناب غفران مآب کو یاد فرماتے ہیں وہ آنجناب کے فضل و کمال مرتبہ علیا اور درجہ قصویٰ پر اکبر شاہد ہیں، لکھتے ہیں:

ثم انی ما نویت بالنقص والابرام علی
الفاضل العلام قدوة الاکابر الاعلام صاحب
عماد الاسلام ان اغمز فيه بالائمة یزری بشانه
الجلیل او احط من قدره السامی النبیل، بل اعترف
بطول باعه وعلو کعبه فی العلوم الحمیة والفنون
الفلسفیه کما هو الاظهر من البدر علی مدار الارتقاء
والشمس فی کبد السماء من حاشیة علی شرح
الهدایة الصدریة۔

ماں کی گود میں کھیلتے ہوئے، بچہ کو دیکھ کر باریک بین نگاہیں فیصلہ نہیں کر سکتیں کہ یہ بچہ زمان مستقبل کے آغوش میں پہنچ کر کیسے ہاتھ پاؤں نکالے گا، دریا سے موتی نکالنے والے کو نہیں خبر کہ یہ تاج کی زینت ہوگا اور چمن سے پھول توڑنے والے کو اطلاع نہیں، کہ یہ کس گلے کا ہار بنے گا۔ ۱۱۶۶ھ میں قصبہ نصیر آباد کو زینت دینے والے مولود (جناب غفران مآب) کو دیکھ کر اس زمانہ کے انجام بینوں نے کبھی نہ سمجھا ہوگا کہ یہ بچہ ایک دن فخر ہند ہو کر رہے گا۔ سلسلہ نقوی کی تیسویں پشت میں جناب غفران مآب کا جگہ لینا اشارہ کر رہا ہے کہ آباء طاہرین کی میراث علمی گویا اس سلسلہ میں ودیعت تھی کہ یہ فردا علی جب عالم شہود میں آئے تو یہ میراث اس کے حوالہ کی جائے جب ہی تو ایام طفولیت ختم کر کے تحصیل علم میں غرق ہوئے اور چند سال میں اساتذہ وقت مثل سید غلام حسین دکنی الہ آبادی، ملا حیدر علی بن مولوی حمد اللہ اور مولوی باب اللہ شاگرد مولوی حمد اللہ سے درس معقولات میں دستگاہ کامل حاصل کر کے عتبات عالیات کا قصد فرمایا۔ کربلائے معلیٰ میں استاذ الکل آقا باقر بہبہانی، آقا سید علی طباطبائی اور آقا سید مہدی شہرستانی سے اور نجف اشرف میں حضرت بحر العلوم آقا سید مہدی طباطبائی یزدجردی سے تحصیل علوم فقہ و حدیث و اصول کر کے ۱۱۹۴ھ میں بغرض زیارت مشہد مقدس رضوی علی ساکنہ آلا ف التحیۃ پہنچ کر شہید رابع سید مہدی بن ہدایت اللہ اصفہانی سے اکتساب فوائد کر کے ہندوستان واپس آئے۔ اور شریعت نبویہ صلوٰۃ اللہ

استجماعہ کثیرا من العلوم من المنطق والفلسفة والفقہ والاصول وتصانیفہ فی ہذہ الفنون وقوتہ فی المناظرۃ مع المعاصرین کما ہو الظاہر من تصنیفاتہ العالیۃ الکلامیۃ کان فرد واحد فی العالمین وقل من ساهمہ فی مجموع الکمالات فی اللاحقین۔

حاصل کلام یہ ہے کہ میرے متعلق یہ گمان نہ کیا جائے کہ میں جناب مجتہد افضل واکمل علم و علم کے فضل کا منکر ہوں بلکہ ان باتوں میں سے جن میں شک کرنا حلال نہیں سمجھتا یہ بات بھی ہے کہ وہ جناب، شاہ مناظرین و سردار متکلمین تھے اور اس حیثیت سے کہ آنجناب اکثر علوم میں مثل منطق و فلسفہ اور فقہ و اصول کے جامع تھے اور ان تمام فنون میں صاحب تصانیف تھے اور نیز اپنے معاصرین کے ساتھ قوت مناظرہ میں جو آپ کی بلند مرتبہ تصانیف کلامیہ سے ظاہر ہے یہ بزرگ عالم بھر میں فرد واحد تھے اور متاخرین میں ایسے افراد کم ہیں جو ان مجموعہ کمالات میں آنجناب کے سہیم و شریک ہوں۔

خلیلہ الرحمة وله الغفران من المفضل المنعم المَنَّان۔ (۱۳۴۹ھ)



بل سمعت من الاستاذ العلامة فی زمان التحصیل انہ کان یفضله اذا طالع تلک الحاشیۃ علی الفاضل المتقن ملاحسن ومن ضاہاہ من معاصریہ۔

پھر، میں نے فاضل بارع وعلام، قد وہ اکابر اعلام صاحب ’عماد الاسلام‘ کے (مذہب حکما پر) اعتراضات کی رد کرنے اور مذہب حکماء کے مضبوط کرنے سے یہ ارادہ نہیں کیا ہے کہ ان میں ان کی شان جلیل کے نامناسب کوئی عیب نکالوں یا ان کی بلند و برتر شان کو گھٹاؤں، بلکہ ان کے علوم حکمیہ اور فنون فلسفیہ میں ید طولیٰ اور مرتبہ علیا کا معترف ہوں جیسا کہ موصوف کے حاشیہ پر کتاب صدر اسے بدر کمال کے مدار عروج پر آفتاب کے قلب فلک میں روشن ہونے سے بھی زیادہ درخشاں و آشکار ہے۔

بلکہ میں نے اپنے زمانہ تحصیل علم میں اُستاد علامہ (مولوی عبدالحیٰ فرنگی محلی) سے سنا تھا کہ وہ جب اس حاشیہ کو ملاحظہ فرماتے تو جناب غفران مآب کو ملا حسن ایسے فاضل زبردست اور ان کے ہم پلہ لوگوں پر فضیلت دیتے تھے۔

وبالجملہ فلا یظن بنا انا بفضل جناب المجتہد الافضل الاکمل العلم الاعلم من المنکرین، بل مما لا استحل الشک فیہ انہ ملک المناظرین وسید المتکلمین، ومن حیث

ہندوستان میں شیعوں کی پہلی نماز جماعت و نماز جمعہ غفران مآب نے پڑھائی

نواب حسن رضا خاں مرحوم وزیر اودھ کی مسجد جس کا اثر بھی امتداد زمانہ سے اب باقی نہیں رہا، جس میں ۱۳ رجب ۱۲۰۰ھ کو حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید دلدار علی غفران مآب نے نماز جماعت اور ۲۷ رجب ۱۲۰۰ھ کو پہلی نماز جمعہ پڑھائی۔